اصول معاشیات سیرت طیبہ کی روشنی میں تحقیقی مطالعہ

Research Review of Principles of Economics In the Light of Seerat Tayibah

[1]Syeda Khizra Seamab Bukhari
[2]Dr Hafiz Abdul Majeed

Abstract

The importance of economics in current era is undeniable. This significance is not just the production of this kind of favor that without any financial freedom for a person, political and social freedom becomes meaningless. Despite the excess of wealth, resource production, tremendous development and unprecedented economic evolution, there is a visit to poverty, indigence, unemployment and economic exploitation. Economics are seen in different ways in the world's various systems, such as capitalist, social and Islamic systems. In capitalist and commercial systems, only moral benefits are seen by following moral limits. Therefore, these systems are a manifestation of the gulf between the ruling class and the workers. The Islamic system is not confined to the economics of economics only in knowledge of wealth or the study of economic resources in the society, but its purpose is to make human rights payment, fair dividend and accessible to every special and general access to the economic resources. Seerat Tayyibah is the leader of guidance in all the fields of life. Similarly, in Seerat Tayyibah there is a wide range of economic education and rules and regulations. By this way, we find guidance on the importance and significance of economic activities, commands of trade, blindness of wealth, state of affairs, economic and collective justice, harmony and lawful and forbidden.The Prophet (PBUH) resolved the problems of the

[1] Ph.D. Scholar, Department of Islamic Studies & Arabic,Gomal University D.I.Khan.Email:khizraseemab@gmail.com
[2]Assistant Professor, Department of Islamic Studies & Arabic, Gomal University D.I.Khan.Email:drhafizabdulmajed@gmail.com

economy in a proportional economic perspective in the system's proportions whose building was erected on God-friendly concepts and ethics.

KeyWords: Eeconomics, Resources, Principles, Wealth, Distribution.

اسلامی معاشیات اسلام کے اس اقتصادی نظریہ کا نام ہے جس میں معاشی زندگی کی تنظیم کا اسلامی طریقہ بیان کیا گیا ہے۔ اسلامی معاشیات ان تمام اسلامی اصولوں کا مجموعہ ہے جنہیں ہم قرآن و سنت سے حاصل کرتے ہیں اور جو ہر ماحول اور ہر زمانہ کی ضروریات کے مطابق ان اصولوں کی روشنی میں ہم قائم کرتے ہیں۔ یعنی علم معاشیات کی ایک جامع تعریف یہ کر سکتے ہیں کہ

> "علم معاشیات انسان کے اس طرز عمل سے بحث کرتا ہے جو لوگ یا معاشرہ زر خرچ کر کے یا بغیر کیے پیداوار کے قلیل وسائل کو مختلف اشیاء تیار کرنے کے لیے اختیار کرتے ہیں۔ جبکہ ان اشیاء کے استعمال و ذرائع بھی مختلف ہو سکتے ہیں پھر وہ ان اشیاء کو معاشرے کے مختلف گروہوں میں تقسیم کرتے ہیں تا کہ لوگ ان اشیاء کو استعمال کر سکیں۔ یہ علم ان اخراجات اور ان سے ہونے والے منافع کا تجزیہ کرتا ہے تا کہ اس طرح وہ تمام قسم کے وسائل و ذرائع کو استعمال کرنے کے طریقوں کو بہتر بنا سکیں اور انہیں ترقی دے سکیں۔"[3]

اسلامی معاشیات کے قواعد وضوابط:

اسلامی معاشیات معاشی سرگرمیوں کا مطالعہ کرتی ہے اور انہیں اسلام کے اصول و قواعد اور اس کی معاشی پالیسی کے مطابق منظم کرتی ہے یہ قواعد دو طرح کے ہیں۔

---

[1] النجار، دکتور احمد، المدخل الی نظریہ الاقتصادیہ فی المنهج الاسلامی (دارالفکر، بیروت، 1394ھ)، ص:۱۹

غیر متغیر قواعد:

ان سے مراد اسلامی معاشیات کے وہ اصول و قواعد ہیں جو قرآن اور سنت سے ثابت ہیں اور مسلمانوں کے لیے لازم ہے کہ ہر زمان و مکان میں ان کا اتباع کریں۔ یہ بنیادی قواعد مندرجہ زیل امور کے متعلق ہیں۔

1۔ معاشی سرگرمیوں کی تنظیم کرتے ہیں اور ان شروط و قیود کو طے کرتے ہیں جو معاشی سرگرمی کو منظم کرتی ہیں

2۔ معاشی سرگرمی میں ریاستی عمل کا دائرہ کار طے کرتے ہیں۔

3۔ ناجائز معاشی سرگرمیوں کی نشاندہی کرتے ہیں۔

4۔ زاتی ملکیت اور مشترک یا سرکاری ملکیت کی حدود بیان کرتے ہیں۔

متغیر قواعد:

ان سے مراد اسلامی معاشیات کے وہ اصول ہیں جو زمان و مکان کے ساتھ بدلتے رہتے ہیں۔ یہ قواعد درصل علماء اسلام اور مسلمان معیشت دانوں کی ہر دور اور مقام کے مطابق معاشی آراء اور ترجیحات پر مبنی ہوتے ہیں۔

1۔ یہ اسلامی ریاست کی عملی منصوبہ بندی اور مختلف معاشی مسائل کو حل کرنے کے طریقہ کار کو متعین کرتے ہیں تاکہ معاشرہ کی

اجتماعی معاشی سرگرمیوں کو اسلامی اصولوں کے مطابق بنایا جا سکے۔

2۔ معاوضہ کی حد کفایت یا کم از کم حد کا تعین کرتے ہیں۔

3۔ معاشرہ کے افراد میں معاشی توازن قائم کرنے کے اقدامات مقرر کرتے ہیں۔[4]

عصر حاضر میں اسلامی اصول معاشیات کی ضرورت و اہمیت:

---

[4] غفاری، ڈاکٹر نور محمد، اسلام کا معاشی نظام (مرکز تحقیق دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری، لاہور، س۔ن)، ص:۲۳۔۲۴

آج کے دور میں معاشیات کی اہمیت نا قابل انکار ہے۔ ایک فرد کے لیے معاشی آزادی کے بغیر سیاسی اور معاشرتی آزادی بھی بے معنی ہو جاتی ہے۔ معاشرے کے لیے معاشی انصاف کے بغیر سکون، سلامتی اور یک جہتی کا حصول ناممکن رہتا ہے۔ قوموں کے لیے معاشی استحکام کے بغیر سیاسی آزادی کو بھی برقرار رکھنا محال ہو جاتا ہے۔ دنیا میں دولت کی فراوانی، وسائل پیداوار، محیر العقول ترقی اور بے مثال معاشی ارتقاء کے باوجود غربت، افلاس، بے روزگاری، اور معاشی و معاشرتی ظلم کا دور دورہ ہے۔ ذہن میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایسا کیوں ہے؟ تمام ترقی کے باوجود ہم مجموعی خوشحالی سے کیوں محروم ہیں؟ معاشی ترقی حقیقی انسانی فلاح کا باعث کیوں نہیں ہوئی؟

ان مسائل پر غور کریں تو ہمیں لازماً نظام معیشت اور ان اصولوں پر، جن کی بنیاد پر معاشی زندگی کو مرتب کیا جاتا ہے، غور کرنا پڑتا ہے۔

اسلام کے معاشی اصول:

اسلام جو معاشی نظام پیش کرتا ہے وہ مختصراً مندرجہ ذیل اصولوں پر مشتمل ہے

معاشی جدوجہد:

اسلام ساری زمین بلکہ پوری کائنات کو انسان کے میدان عمل قرار دیتا ہے معاشیات کی اصطلاح میں اسے پیداوار کو بڑھانے (Maximisation of production) کی پالیسی کہہ سکتے ہیں۔ سرمایہ دارانہ معیشت میں اصل اہمیت نفع کی تکثیر کو حاصل ہوتی ہے جبکہ اسلامی معاشیات میں کل پیداوار کی تکثیر اور خدا کے بندوں کے لیے سامان معاش کی زیادہ سے زیادہ فراوانی کا حصول بنیادی اہمیت کا حامل ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"اور ہم نے تمہیں زمین میں جگہ دی اور اس میں تمہاری زندگی کا سامان دیا تو تم بہت کم شکر کرتے ہو۔"[5]

---

[5] سورۃ الاعراف ۷:۱۰

نبی کریم ﷺ نے کسب حلال کو نماز کے بعد سب سے بڑا فریضہ قرار دیا۔ اسلام کے نقطہ نظر پر ایک واقعے سے بڑی روشنی پڑتی ہے حضور اکرم ﷺ نے ایک صحابی کو دیکھا کہ خستہ حال تھے آپؐ نے ان کو ایک درھم کی کلہاڑی خرید دیا اور لکڑیاں کاٹنے پر لگا دیا۔ اس طرح آپؐ نے محنت پیداوار اور استعمال کی ترغیب دی۔

حلال و حرام کی تمیز:

اسلام پیداوار کے اضافے اور معیشت کے ہمہ جہتی فروغ کی پالیسی اختیار کرتا ہے لیکن اس کے ساتھ ہی اس بات کی شرط بھی لگاتا ہے کہ آمدنی جائز ذرائع سے حاصل کی جائے گی۔ ہر نفع کو جو حرام ذرائع سے حاصل ہو وہ دوزخ کی آگ قرار دیتا ہے۔ قرآن و حدیث میں رزق حلال کی جتنی اہمیت بیان کی گئی ہے وہ اس امر کو ثابت کرتی ہے کہ اسلام کے معاشی نظام میں صرف جائز اور حلال رزق کے فروغ اور حرام ذرائع کا کلی انسداد کیا جائے گا۔ ارشاد ربانی ہے۔

"اے لوگو! ان چیزوں میں سے کھاؤ جو زمین میں حلال اور پاکیزہ ہیں اور شیطان کے قدموں کی پیروی نہ کرو بیشک وہ تمہارا صریح دشمن ہے"[6]

اسلام کا اصل مقصد صرف وسائل معاش کی فراوانی نہیں بلکہ ان کا منصفانہ اور مصلحانہ استعمال ہے ۔ یہ وہ چیز ہے جو معاشیات کو محض افادی سطح سے بلند کر کے اصلاحی اور فلاحی سطح پر لے آتی ہے۔ اسلامی معیشت میں (Maximisation of consumption) کی جگہ اس کی نسبت سطح کا حصول (Optimisation) پیش نظر رہتا ہے اور ایک حقیقی فلاحی ریاست ظہور میں آتی ہے۔

حرمتِ سود:

---

[6] سورۃ البقرۃ ۲:۱۶۸

اسلام کے بنیادی معاشی اصولوں میں سے ایک حرمت سود ہے جو معاشی ظلم کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔ اسلام نے سود کو اس کی ہر شکل میں حرام قرار دیا ہے۔ سود مفرد ذاتی قرضوں پر لیا جائے یا تجارتی اور پیداواری قرضوں پر، حرام ہے اور اس کے لینے والے کو خدا اور اس کے رسولؐ کے خلاف اعلان جنگ قرار دیا گیا ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد ہے۔

"اے ایمان والو! بڑھا چڑھا کر سود نہ کھاؤ، اللہ تعالیٰ سے ڈرو تا کہ تمہیں نجات ملے۔"[7]

اسلام میں سود کی ممانعت محض اخلاقی بنیادوں پر ہی نہیں بلکہ اس کے خطرناک اقتصادی، سماجی اور سیاسی مضمرات کی بناء پر بھی ہے۔ سود کی لعنت متعدد قدیم معاشروں کی تباہی کا باعث بنی ہے اور آج بھی جدید سرمایہ دارانہ معاشروں کی جڑوں کو کھوکھلا کر رہی ہے۔ اس کی بنیاد استحصال اور ظلم پر ہے جو معیشت میں عدم استحکام کا باعث ہے۔

ارتکاز دولت کی ممانعت:

پھر اسلام نے دولت کے ارتکاز کو بھی پسند نہیں کیا اور اس بات کا انتظام کیا ہے مختلف معاشرتی، ادارتی اور اخلاقی تدبیر سے دولت کی تقسیم زیادہ سے زیادہ منصفانہ ہو اور پورے معاشرے میں گردش کرے۔ اللہ نے اپنے رسول ﷺ کے ذریعے لوگوں کو یہ پیغام دیا۔

> "جو مال اللہ نے اپنے رسولؐ کو دیہات والوں سے مفت دلایا سو وہ اللہ اور رسول اور قربت والوں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے لیے ہے تا کہ وہ تمہارے دولت مندوں میں نہ پھرتا رہے اور جو کچھ تمہیں رسولؐ دیں اسے لے لو اور جس سے منع کرے اس سے باز رہو اور اللہ سے ڈرو بیشک اللہ عذاب دینے والا ہے۔"[8]

---

[7] سورۃ آل عمران ۳:۱۳۰

[8] سورۃ الحشر ۵۹:۱۲۹

نبی کریم ﷺ نے سخاوت اور فیاضی کے اوصاف حمیدہ کے ذریعے اپنے مال و دولت میں امت کے غرباء اور بے کسوں کو بھی شامل فرمایا اور اس طرح گردش دولت کی راہیں کشادہ کر دیں اور بخل اور ارتکاز دولت کی عادات رذیلہ کے مضر اثرات کو ختم فرمایا۔ آپ ﷺ نے نہ صرف لوگوں کی ذہن سازی کی بلکہ خدا اپنے پاکیزہ عمل سے ثابت کیا۔ اس کی ایک ادنیٰ سی جھلک ہمیں پہلی وحی کے موقع پر نظر آتی ہے۔

> "آپ ﷺ کی گھبراہٹ کو دیکھ کر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنھا نے فرمایا: ہر گز نہیں! اللہ تعالیٰ آپؐ کو کبھی رسوا نہیں کریں گے۔ آپؐ تو رشتوں کو جوڑنے والے ہیں۔ آپؐ تو کمزوروں اور بے کسوں کا سہارا بنتے ہیں، جن کا کوئی کمانے والا نہیں آپؐ ان کو کما کر کھلاتے ہیں۔ ناتوانوں کے بوجھ اٹھاتے ہیں، مہمانوں کی مہمان نوازی کرتے ہیں اور آفت زدہ لوگوں کی مدد کرتے ہیں۔"[9]

آپؐ کی پوری حیات طیبہ یہی اسوہ پیش کرتی ہے آپؐ نے فرمایا:

> "کسی بھی بستی میں کوئی شخص اس حال میں صبح کرے کہ وہ رات بھر بھوکا رہا ہو، تو اللہ رب العزت کا ذمہ اس بستی سے بری ہے۔"[10]

نبی کریمؐ نے امداد باہمی کی اس قدر ترغیب دی کہ صحابہ کرام سوچنے لگے کہ ہمارے پاس جو زائد مال ہے اس میں ہمارا کوئی حق نہیں۔

---

9 البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب بدء الوحی (دار طوق النجاۃ، س، ن)، حدیث: ۱، ۳/ ۷

10 نیشاپوری، حاکم، المستدرک علی الصحیحین، کتاب البیوع (دار الکتب العلمیہ، بیروت، س۔ن)، حدیث: ۲۱۶۵، ۲/ ۱۴

" حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ہمراہ ایک سفر میں تھے کہ ایک آدمی آیا اور دائیں بائیں دیکھنے لگا، تو نبی اکرمؐ نے ارشاد فرمایا جس کے پاس زائد سواری ہو وہ اسے دے دے، جس کے پاس سواری نہ ہو اور زائد زادِ راہ ہو وہ اسے د6ے دے، جس کے پاس زادِ راہ نہ ہو، حضرت ابو سعید خدری فرماتے ہیں کہ آپؐ مختلف انواع کے اموال اسی طرح اوروں کو دینے کا ذکر فرماتے رہے کہ ہم میں سے ہر ایک نے یہ گمان کر لیا کہ ہم میں کسی کو بھی اپنے ضرورت سے زائد مال پر کوئی حق نہیں۔"[11]

ایک اور حدیث میں ارشاد فرمایا؛

"جس کے پاس دو آدمیوں کا کھانا ہو وہ تیسرے آدمی کو اپنا مہمان بنالے، اور اگر چار آدمیوں کا کھانا ہو تو پانچویں یا چھٹے کو اپنا مہمان بنالے۔"[12]

اس سے اندازہ کر لینا چاہیے کہ کیا مغرب کا پیش کردہ نظامِ انشورنس اسلام کے نظام کفالت عامہ کے برابر ہو سکتا ہے؟

جدید معاشیات کا اسلامی اصولوں سے تقابل:

سرمایہ دارانہ، جاگیر دارانہ، اشتراکی اور اسلامی نظام ان تینوں میں معیشت کو کلیدی حیثیت حاصل ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ معاشی حالات انسان کی فکری زندگی کا تانا بانا بنتے ہیں۔ اشتراکی نظام کے ماہرین ہمیشہ یہی کہتے نظر آتے ہیں کہ: اجتماعی، سیاسی، دینی اور قانونی افکار کا منبع ہر چیز سے پہلے معاشیات میں تلاش کرنا چاہیے۔

---

11 النووی، یحیٰ ابن شرف، ریاض الصالحین، باب الایثار والمواساۃ (دار السلام، س۔ن)، حدیث:۵۶۵، ص:۱۷۳

12 البخاری، الجامع الصحیح، کتاب الھبہ (دار الشعب، القاہرۃ، س۔ن)، حدیث:۲۵۸۱، ۱/۱۵۶

اشتراکی ماہرین نے معاشیات ہی کو تمام انسانی افکار اور جدوجہد کا مصدر و منبع قرار دیا ہے۔ اس نظریے کا مقصد پیٹ کی تعمیر کرنا ہے۔ خواہ اس کے لیے اپنے خالق حقیقی اللہ کریم کی ذات کا انکار کرنا پڑے۔

معاشیات کی سرمایہ دارانہ اور اشتراکی نظریہ میں جو قدر مشترک نظر آتی ہے وہ معاشیات بصورت مادی فائدہ ہے جو بغیر کسی دینی اور اخلاقی قانون اور ضابطہ کی پابندی کے ہوگا۔ اگر سرمایہ دارانہ معاشیات کا پیروکار اپنا زیادہ سے زیادہ نفع یقینی بنانے کے لیے ارتکاز دولت کرے، ذخیرہ اندوزی کرے، مصنوعی قلت پیدا کر کے، قیمتیں چڑھائے، اجارہ داری قائم کرے، شراب کا کاروبار کرے، مزدوروں کے حقوق سلب کرے تو کوئی اخلاقی ضابطہ یا سرکاری قانون اسکو نہیں روکے گا بس وہ حکومت کو سرکاری ٹیکس ادا کرتا رہے تو اس کا کاروبار جائز قانونی تحفظ سے چلتا رہے گا۔

اسی طرح اشتراکی نظام حکومت میں اپنی حکومت کی اقتصادی گاڑی کا ایک پرزہ بن کر بغیر رکے حرکت کرتا ہے بس وہ کامیاب اور اچھا شہری ہے نہ اسے اللہ کو ایک ماننے کی ضرورت ہے نہ نبی کریم ﷺ کی نبوت کا اقرار نہ کسی اخلاقی ضابطے کی ضرورت۔ اشتراکیت کے معاشی نظام میں اوپر حکمران طبقہ (Ruling class) اور نیچے محنت کش مزدور طبقہ ہے۔ نہ حلال حرام کی تمیز کا تکلف نہ مذہبی و اخلاقی ضابطہ کی پابندی۔ سرمایہ دارانہ نظام میں اور اشتراکیت میں صرف ان لوگوں کو کھانے کا حق حاصل ہے جو کماتے ہیں۔ اس میں کہیں بھی ایسے لوگوں کا حق نہیں ہے جو معاشی دوڑ میں کسی وجہ سے پیچھے رہ گئے ہوں۔ ان نظاموں میں مروت، بھائی چارہ، انسانی ہمدردی اور خدمت خلق کا کوئی عمل دخل نہیں ہے۔

اسلامی نظام معیشت کی خصوصیات:

دنیا میں باری باری نہ جانے کتنے نظاموں کے تجربے کیے گئے لیکن کوئی نظام بھی انسانوں کے معاشی مسائل حل کرنے میں کامیاب نہیں ہوا۔ ہر نظام میں زور آوروں نے کمزوروں کا استحصال کیا۔ جو دولت مند تھے وہ رفتہ رفتہ دولت کے تمام وسائل پر قابض ہوتے گئے۔ اور جو غریب تھے وہ رفتہ رفتہ غربت کے شکنجوں میں کستے گئے۔ یہ صرف دین اسلام کا امتیاز ہے کہ اس کا معاشی نظام ہر انسان اور ہر طبقے کے لیے رحمت ثابت ہوا۔ اسلام کا معاشی نظام ہے کیا؟ اس کی

خصوصیات کیاہیں؟ قرآن اور سیرت طیبہ میں اس سے واضح راہنمائی ملتی ہے۔ مختصر طور پر اس کی خصوصیات درج ذیل ہیں۔

1۔ اسلام کے معاشی نظام کی پہلی اور بنیادی خوبی یہ ہے کہ انسانوں کے ہاتھوں میں جو مال ہے وہ اسے اللہ کی امانت قرار دیتا ہے جہاں وہ اس سے خود فائدہ اٹھائیں وہیں ان لوگوں تک اسے پہنچائیں جو اس سے محروم ہیں۔ اللہ کا ارشاد ہے۔

"اور تم انہیں دو، اللہ کے مال میں سے، جو اس نے تمہیں دیا ہے۔"[13]

2۔ اسلام کے معاشی نظام کی دوسری خصوصیت یہ ہے کہ وہ مال کو کسی مخصوص طبقے، خاندان، گروہ یا مخصوص قوم کے ہاتھوں میں سمٹتا ہوا نہیں دیکھنا چاہتا۔ وہ چاہتا ہے کہ یہ مال زیادہ سے زیادہ ہاتھوں میں پہنچے۔ مال داروں کے بیچ ہی چکر نہ لگاتا رہے بلکہ غریبوں اور ناداروں میں بھی پھیلے۔ ارشاد ربانی ہے۔

﴿كَيْ لَا يَكُوْنَ دُوْلَةً بَيْنَ الْاَغْنِيَآءِ مِنْكُمْ﴾[14]

"تاکہ یہ مال تمہارے اغنیاء کے مابین ہی نہ گھومتا رہ جائے۔"

3۔ اسلام کے معاشی نظام کی تیسری خصوصیت یہ ہے کہ وہ انسانوں کو اپنی سطح سے اونچا اٹھاتا، اور فکر و نظر میں وسعت اور بلندی پیدا کرتا ہے۔ وہ اللہ کی دی ہوئی نعمتوں کی قدر کرنا سکھاتا ہے۔ وہ نعمتیں چاہے اس کی ذاتی ملکیت ہوں یا پرائی ملکیت ہوں۔

"نا سمجھ بچوں کے ہاتھوں میں نہ دو اپنا وہ مال جسے اللہ نے تمہارے لیے قیام و بقا کا ذریعہ بنایا ہے۔ اس میں سے تم ان کے طعام و لباس کی ضروریات پوری کرو۔ اور ان کی صحیح رہنمائی کرو۔"[15]

---

13 سورۃالنور۲۴:۳۳

14 سورۃالحشر۷:۵۹

15 سورۃالنساء۴:۵

4۔ اسلامی نظام معیشت کی چوتھی بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں دوسروں کی طرف دست درازی کرنے، یا ناجائز طریقے سے کسی کا مال ہڑپ کرنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

"اے لوگو! جو ایمان لائے ہو آپس میں ایک دوسرے کا مال غلط طریقے سے مت کھاؤ، البتہ یہ کہ تمہارے درمیان لین دین یا بیع و شرا ہو آپس کی کامل رضامندی سے۔"[16]

5۔ اسلامی نظام معیشت کی پانچویں خصوصیت یہ ہے کہ وہ اسلامی مملکت میں رہنے والے تمام شہریوں کو یکساں عزت دے گا، اس مملکت میں رہنے والا ہر شہری اول درجے کا شہری ہو گا۔ مذہب و ملت اور قومیت کی بنیاد پر حقوق کی فراہمی جائز نہیں۔ خطبہ حجۃ الوداع اس کا اہم ثبوت ہے۔ قرآن واضح اعلان کرتا ہے۔

﴿وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيٓ اٰدَمَ ﴾[17]

"ہم نے آدم کی اولاد کو عزت عطا کی ہے"

6۔ اسلامی نظام معیشت کی چھٹی خصوصیت یہ ہے کہ یہ سرمایہ داروں کے بے جا تسلط سے آزاد کرتا ہے یہ غریب کو اس کا حق اس ک دروازے پر مہیا کرنے کی تلقین کرتا ہے۔

"وہ لوگ کہ جن کے مالوں میں متعین حق ہوتا ہے، ضرورت مندوں اور نادار لوگوں کا۔"[18]

7۔ اسلامی نظام معیشت کی ساتویں خصوصیت یہ ہے کہ وہ دولت کے غلط استعمال، لہو و لعب، فضول خرچی اور دولت کی غلط نمائش کی حوصلہ شکنی کرتا ہے اس کے بدلے انہیں دولت کا صحیح مصرف بتاتا ہے۔

---

16 سورۃ النساء ۴:۲۹

17 سورۃ الاسراء ۱۷:۷۰

18 سورۃ المعارج ۷۰:۲۴۔۲۵

"رشتے دار کو، مسکین کو، اور بے خانماں برباد کو اس کا حق دو، دولت کو اللے تللے نہ اڑاؤ، اور فضول خرچی کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں، اور شیطان تو اپنے رب کا انتہائی ناشکرا ہے۔"[19]

نتائج بحث:

اصول معیشت کے سلسلے میں اگر اسلام کے بنیادی تصور کو واضح کیا جائے تو انہیں چند نکات میں اس طرح بیان کیا جا سکتا ہے۔

1۔ زندگی کے دوسرے شعبوں کی طرح معیشت کے بارے میں بھی اسلامی تعلیمات اعتدال پر مبنی ہیں۔ اسلام معاشی جدوجہد کی ترغیب دیتا ہے مگر ساتھ ہی حلال و حرام اور ناجائز ذرائع کے استعمال کی ممانعت بھی کرتا ہے۔

2۔ اسلام نے اس بات کو بڑی اہمیت دی ہے کہ دولت چند ہاتھوں میں سمٹ کر نہ رہ جائے بلکہ گردش میں رہے اور تمام لوگ اس سے فائدہ اٹھائیں۔ اس ضمن میں صدقات، زکٰوۃ، خیرات وغیرہ کی ترغیب دلائی گئی ہے۔

3۔ اسلام میں نفع کا فطری تصور ہے اسی لیے سود کو حرام قرار دیا گیا ہے۔ سود ایک غیر فطری چیز ہے کیوں کہ خود پیسوں سے پیسے پیدا نہیں ہو سکتے۔ اسی طرح اسلام میں محنت کو بڑی اہمیت دی گئی ہے۔

4۔ سرمایہ دارانہ اور اشتراکی نظام معیشت میں فرد کا محور دولت کا حصول اور اخلاقی حدود و قیود سے آزادی ہے جبکہ اسلام انسانیت کی حقیقی فلاح و بہبود اور معاشی اعتبار سے عدل قائم کرتا ہے۔

تجاویز و سفارشات:

1۔ اسلام کے معاشی نظام کو اس کی معقولیت اور منطقیت کے ساتھ دنیا کے سامنے رکھا جائے اور واضح کیا جائے کہ انسانیت کی فلاح اسی نظام میں پوشیدہ ہے۔

---

[19] سورۃ الاسراء ۱۷:۲۶۔۲۷

2۔ سود سے پاک نظام بینکاری کو فروغ دیا جائے۔ اس ضمن میں مفتی تقی عثمانی صاحب کی کاوشوں سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔

3۔ سیرت طیبہ کی روشنی میں اپنی زندگیوں کا لائحہ عمل مقرر کریں کیونکہ اسلام کے سنہری اصولوں پر عمل پیرا ہو کر ہی ہم دنیا اور آخرت میں سرخروئی حاصل کر سکتے ہیں۔